TQ Lesson 216 Surah Sajdah 1-14 tafsir (1

سورت السجدہ، مکی سورت ہے، تیس آیات ہیں اور یہ تین رکوع پر مشتمل ہے۔ اب تک آپ نے جتنی سورتیں پڑھی ہیں یہ ان میں سب سے چھوٹی سورت ہے۔ اب چھوٹی سورتوں کی طرف آپ آ رہے ہیں۔ اور اس سورت میں کلمات کی تعداد 380 حروف کی تعداد 1518 ہیں اور اس کی آیت نمبر 15 میں سجدے کا مضمون آیا ہے، اسی کو اس سورت کا عنوان قرار دیا گیا ہے۔ اس کا زمانہ نزول مکہ کا درمیانی دور ہے، دور متوسط، اور یہ وہ زمانہ ہے کہ ابھی مسلمانوں پر ظلم و ستم کی وہ شدت نظر نہیں آتی جو بعد کے ادوار میں ہمیں ملتی ہے۔ اس کا موضوع کیا ہے؟ اس میں توحید، آخرت اور رسالت کے متعلق جو لوگوں کے ذہن میں شبہات تھے انہیں دور کرنا اور ان تینوں عقائد پر ایمان لانے کی دعوت دینا۔ یہ وہ سورت ہے جس کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول پتہ چلتا ہے جیسے آپ دیکھئے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے کتاب الجمعہ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم السجدہ اور سورت الدھر پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح ہمیں ایک اور روایت ملتی ہے جو ترمذی اور مسند احمد کی ہے کہ رات کو سونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ الم سجدہ اور سورت الملک پڑھا کرتے تھے تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ یہ سورت بہت اہم سورتوں میں سے ہے آخر اس کے اندر کون سی ایسی بات ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم سجدہ پڑھتے تھے اور دوسری طرف وہ سونے سے پہلے الم السجدہ پڑھتے تھے تو اصل میں سجدہ کہتے ہی بندگی کو، جھکا دینے کو تو اس سورت کا نچوڑ کیا ہے کہ میں اور آپ بھی اپنا آپ اللہ کے آگے جھکا دیں آئیے اس کو سمجھتے ہیں

آیت نمبر 1۔ الم

ترجمہ۔ الف لام میم

الف لام میم یہ حروف مقطعات میں سے ہے اور سورت لقمان کا قرآنی نام الم ہے اور اس طرح سے اس سورت کا نام بھی الم ہے تو سورت لقمان اور سورت السجدہ دونوں سورتیں جوڑا جوڑا ہیں۔ تمہید بھی دونوں کی ایک ہی طرح کی ہے شروع کا مضمون بھی قرآن سے متعلق ہے اور سورت لقمان کا اگر آپ دوسرا نام سوچیں کہ کیا ہونا چاہیے تو **(شکر)** کہ انسان شکر کیوں نہیں ادا کرتا اور اس سورت کے اندر بھی شکر کا مطالبہ کیا ہے ؟کہ عربوں پر اللہ کے بڑے احسانات ہیں تو پھر وہ شکر کیوں نہیں ادا کرتے تو **الم** یہ حروف مقطعات ہیں اور آپ دیکھیں کہ آغاز بڑا خوبصورت ہے بڑا بہترین ہے کیونکہ **الم** کیا تھا؟ یہ حروف ہیں۔ اورجن حروف سے قرآن بنا ہے وہ کون سے ہیں؟ یہی حروف تہجی لیکن اہل عرب حروف تہجی تو جانتے تھے لیکن قرآن کی نظیر پیش نہ کر سکے تو اللہ تعالی نے بڑے رعب کے ساتھ اور بڑے جلال کے ساتھ بڑے بہترین انداز میں **الم** حروف مقطعات سے اس سورت کا آغاز کیا ہے اس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے ممکن ہے رسول اللہ ﷺ کو بتائے ہوں بہرحال اللہ اس کے معنی زیادہ بہتر جانتا ہے تو **الم**

آیت نمبر 2۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ اِس کتاب کی تنزیل بلا شبہ رب العالمین کی طرف سے ہے

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الکتاب کی **تنزیل** یہاں پہ اللہ تعالی نے **تَنْزِیلُ** کہا **نَزَّلَ** نہیں کہا **نَزَّلَ** اتارنا ہوتا ہے **اَنزَلَ** اتارا ہوتا ہے اور **تَنْزِيلُ** کے معنی صرف اتارنا نہیں بلکہ خاص اہتمام کے ساتھ درجہ بہ درجہ اتارنا تو اللہ تعالی نے الکتاب کو بڑے خاص اہتمام کے ساتھ اتارا ہے۔ کیوں اتارا ہے؟ جب جب جیسے جیسے ضرورت پیش آئی مکہ کی گلیوں میں جیسے جیسے حالات پیش آ رہے تھے مکہ کی وادیوں میں، چٹانوں میں، گھروں میں اس ضرورت اور حالات کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے اہتمام کے ساتھ درجہ بہ درجہ اللہ تعالی قرآن کو نازل کرتے رہے مکہ میں یا پھر مدینہ میں اور **الْكِتَابِ** عام کتاب نہیں ہے **الْكِتَابِ** خاص کتاب ہے کیا مراد ہے؟ قرآن مجید۔ قرآن مجید کو اتارا گیا اب اتنا ہی کافی ہے کہ **تَنْزِيلُ الْكِتَابِ** اتارنے کا انداز بھی خاص ہے کتاب بھی خاص ہے لیکن تاکید کیلئے کہا **لَا رَيْبَ فِيهِ** اس میں کوئی شک نہیں ہے کیا مطلب ہے؟ **منزل من اللہ** ہے قطعاً شک کی گنجائش نہیں ہے اہل مکہ قرآن کا انکار کرتے تھے تو اللہ تعالی نے کہا کہ قرآن مجید میں کوئی شک نہیں ہے سورت البقرہ کا آغاز بھی تو ایسے ہی ہوا **ذَالِكَ الكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ** یہاں پہ بھی کہا **لَا رَيْبَ فِيهِ** ، اس میں کوئی شک نہیں ہے پھر کہا **مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ** یہ رب کی طرف سے ہے جو رب ہے عالمین کا تو معنی کیا ہیں؟ کہ اس رب کی طرف سے ہے جو جہانوں کا رب ہے اللہ رب العزت کی ذات کیسی ہے کہ جس نے تمام دنیا کو پیدا کیا تو اسی نے انسانوں کی ضرورت کے لیے قرآن مجید کو نازل کیا تو یہ کہنے کا مطلب کیا ہے کہ **تَنْزِيلُ الْكِتَابِ، لَا رَيْبَ فِيهِ ،مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ** آیت کے ہر حصے کو دیکھیں ایک سے ایک تاکید اہمیت فضیلت اہتمام جھلکتا ہے اور ٹپکتا ہے تو ان ساری باتوں کا مطلب اور نچوڑ کیا ہے کہ لوگوں قرآن جھوٹ نہیں ہے یہ جادو نہیں ہے یہ من گھڑت قصے اور کہانیوں کی کتاب نہیں ہے یہ تو رب العالمین کی طرف سے صحیفہِ ہدایت ہے اور افسوس کے لوگوں نے کیا کہا

آیت نمبر 3۔ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أَتَاهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ
ترجمہ۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اِسے خود گھڑ لیا ہے؟ نہیں، بلکہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو متنبہ کرے ایک ایسی قوم کو جس کے پاس تجھ سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا، شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ، **اَمْ** کیا لوگ یہ کہتے ہیں کہ **افْتَرَاهُ** اس نے اس کو گھڑ لیا ہے اب یہاں پہ صرف استفہام نہیں ہے صرف سوالیہ انداز نہیں ہے بلکہ کیا ہے؟ تعجب کا انداز بھی ہےاستفہامیہ انداز بھی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک ڈانٹ، تعجب اور حیرت بھی ہے ۔کیسی حیرت اور تعجب کی بات ہے یہ لوگ حق کی مخالفت میں ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے ہیں کہتے ہیں **افْتَرَاهُ "ہُ"** سے کیا مراد ہے رسول اللہ ﷺ کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کو گھڑ لیا ہے(نعوذ باللہ) اب آپ دیکھ لیجئے کہ اہلِ مکہ حق کی مخالفت میں اتنے اندھے ہو گئے کہ کتابِ الٰہی کو مانتے تھے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے لیکن اس کے بعد یہ بات کہتے تھے کہ **افْتَرَاهُ** کہ آپ ﷺ نے اس کو گھڑ لیا ہے تو معنی کیا ہیں ؟کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر الزام لگاتے تھے آپ ﷺ کو جھوٹا کہتے تھے کہا **بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ** بلکہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اب آپ دیکھیں کہ مکہ کی گلیوں کا آپ ذرا سا تصور کریں آپ نے سیرت پڑھی ہے مکی دور آپ نے پڑھا ہے **الرحیق المختوم** میں اور ویسے بھی سیرت کی کتابیں آپ نے پڑھی ہوں گی کہ مکی دور جب قرآن نازل ہو رہا تھا ہر روز یا کچھ وقفوں سے جو آیات اور سورتیں نازل ہوتیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ مکہ کی گلیوں میں جا کر سناتے تو مکہ کے لوگ اس کا مذاق اڑاتے کبھی جادوگر کبھی شاعر کبھی کاہن مجنوں دیوانہ کہتے اور کبھی کہتے کہ قرآن

جادو ہے قرآن گھڑی ہوئی کتاب ہے آپ ﷺ کو کوئی آ کر سکھا جاتا ہے یہ تو شاعری کی باتیں ہیں جو اثر کرتی ہیں کہا **بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ** اب حق ہوتا یہ بھی کافی تھا الحق کہا بلکہ وہ تو حق ہے **مِنْ رَبِّكَ** تیرے رَب کی طرف سے۔ رَب کون ہوتا ہے؟ وہ رَب جو کہ انسان کو ایک حقیر سے نطفے سے وجود میں لا کر پھر اس کو ایک زندہ جیتا جاگتا شاہکار بنا دیتا ہے تو جس رَب نے انسان کو پیدا کیا کائنات اس کے لئے سجائی اس نے اس کی روحانی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے، اس کا اہتمام کرتے ہوئے قرآن کو نازل کیا **بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ** نہیں بلکہ یہ حق ہے تیرے رَب کی طرف سے اب **لَا رَيْبَ فِيهِ** کہہ دیا تھا پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی کہ **هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ** بلکہ بات کیا ہے کہ تاکید کی جا رہی ہے کہ حق ہے تیرے رَب کی طرف سے کہ لوگوں اے مکہ والوں اس کو جھوٹ مت سمجھو یہ کون ہے؟ کس ماحول میں کس شان کے ساتھ یہ کتاب پیش کر رہا ہے؟ اہل مکہ آپ کو امین اور صادق تو مانتے ہی تھے۔ کبھی آپ کو جھوٹا نہیں کہتے تھے بس یہ جو کتاب ہے نا یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی آپ پڑھ ہی چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ رَب کا انکار کرتے ہیں ہے تو اصل بات کیا ہے کہ بار بار جو بات کہی جا رہی ہے وہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے دن کے وقت سورج چمک رہا ہو اور کوئی ڈھیٹ انسان یہ کہے کہ اندھیری رات ہے اب اتنا کہنا کافی نہیں ہے کہ تم اسے رات کہتے ہو یہ دن تو روشن موجود ہے تمہارے سامنے ہے اتنا کہنا کافی نہیں ہے بلکہ بار بار کہا جا رہا ہے دن نہیں بلکہ دن روشن ہے سراج ہے وھاج ہے تو بہرحال بالکل اسی طرح کہا جا رہا ہے حق ہے تیرے رب کی طرح سے یہ قرآن کیوں نازل کیا؟ آپ ﷺ **کو** رسول کیوں بنا کر بھیجا گیا قرآن آپ پر کیوں اترا؟ تنزیل اس کی کیوں ہوئی؟ **لِتُنْذِرَ** تا کہ آپ ڈرائیں **قَوْمًا** ایک قوم کو قوم سے مراد اہلِ قریش بھی ہیں اور کہتے ہیں کہ پورا عرب مراد ہے **مَا أَتَاهُمْ** نہیں آیا ان کے پاس **مِنْ نَذِيرٍ** کوئی ڈرانے والا **مِنْ قَبْلِكَ** اس سے پہلے تو اس لیے آپ ﷺ کو یہ قرآن مجید دیا گیا تا کہ آپ ﷺ **اس** کے ذریعے سے ایک ایسی قوم کو ڈرائیں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا اور کیوں ڈرائیں ڈرانے کا مقصد کیا ہے قرآن سنانے کا مقصد کیا ہے؟ **لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ** شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں تو اس پوری بات سے جو ہمارے سامنے بات آئی وہ کیا ہے قرآن حق ہے **من جانب اللہ** ہے قطعی یقینی امر ہے اور یہ لوگوں کے لئے رحمت کے طور پر آیا ہے اب آپ دیکھ لیجیے کہ اہلِ مکہ اور عرب کتنی جہالت میں ڈوبا ہوا تھا کتنی تاریکی تھی وہاں پر، کتنی ان کے اندر جہالت اور اخلاقی پستی پائی جاتی تھی کہ ان کو بیدار کرنے کے لئے راہِ راست دکھانے کے لئے اللہ نے ایک پیغمبر کو بھیجا تو اس پر حیران ہوئے پھر اب **الحق** قرآن مجید نازل کیا تو اس پر حیران ہوئے اب یہاں پہ یہ کیوں کہا کہ اس سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ اس لیے کہ عرب میں دینِ حق کی روشنی سب سے پہلے حضرت ھود علیہ السلام نے پھر حضرت صالح علیہ السلام نے ان تک پہنچائی اور تاریخ میں آپ یہ پڑھ ہی چکی ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کا زمانہ حضور ﷺ کے زمانے سے ڈھائی ہزار سال پہلے کا زمانہ ہے پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے پہلے جو آخری پیغمبر بھیجے گئے وہ حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے پھر آخری پیغمبر بھیجے گئے رسول اللہ ﷺ تو عرب کی سرزمین پر حضرت ھود علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ ﷺ کے بھیجے جانے سے پہلے جو آپ آخری پیغمبر تھے وہ کون تھے؟ حضرت شعیب علیہ السلام تو باقی جتنے بھی نبی آئے ہیں زیادہ تر شام اور فلسطین کے علاقے میں آئے ہیں تو حضرت شعیب علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کا درمیانی وقفہ کتنا ہے کہتے ہیں تقریباً 2000 سال کے لگ بگ اور یہ عرصہ ایک طویل مدت ہے جس میں بہت سے انبیاء عرب کی حدود سے باہر آتے رہے اسی لئے فرمایا کہ اہل عرب کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا اب یہاں پر ایک اور سوال

پھر سامنے آتا ہے اور ایک کھٹک پیدا ہوتی ہے ذہن میں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے پہلے کئی سال تک کوئی عرب میں نبی آیا ہی نہیں تو پھر اس زمانے کے جو لوگ تھے ان سے اللہ کس بنیاد پر بازپرس کرے گا؟ اللہ پوچھے گا کیوں(کیونکہ نبی تو آئے نہیں کتنے سال تک نہیں آئے لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ ہدایت کیا ہے؟ گمراہی کیا ہے؟) پھر وہ گمراہی کے ذمہ دار کیسے قرار دیے جا سکتے ہیں تو اصل بات کیا ہے کہ اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے مفسرین یہ کہتے ہیں کہ بے شک بہت عرصے سے وہاں پر کوئی نبی نہیں آیا تھا لیکن اُس زمانے میں بھی جیسے رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے کا جو زمانہ تھا اُس زمانے میں بھی لوگوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں تھی کہ اصل دین توحید ہے اور انبیاء نے کبھی ان کو بت پرستی نہیں سکھائی تھی اور حقیقت کیا تھی کہ ان کی اپنی روایات میں جو چیز محفوظ تھی یا پھر عرب کے جو قریبی باہر کے علاقوں میں جو انبیاء آئے تھے ان کے ذرائع سے عرب والوں تک یہ بات پہنچی تھی کیونکہ قریبی جو باہر کے علاقے تھے وہاں پہ کون سے نبی آتے رہے جیسے حضرت ہود علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی تعلیمات آتی رہیں اور عرب والوں تک بھی تعلیمات پہنچیں تو عرب کی روایات میں یہ بات مشہور و معروف تھی کہ قدیم زمانے میں اہلِ عرب کا اصل دین دینِ ابراہیمی تھا اور بت پرستی ان کے ہاں **عمرو بن لحی** نامی ایک شخص نے شروع کی تھی ورنہ لوگ توحید کا اعلان کرتے تھے شرک کا انکار کرتے تھے اور خود رسول اللہ ﷺ کے عہد سے بالکل قریب کے زمانے میں اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو بہت سے ایسے لوگوں کے حالات ملتے ہیں جنہیں لوگ **حُنَفَاء** کے نام سے یاد کرتے ہیں اور وہ لوگ کون سے تھے؟ جو علیٰ الاعلان توحید کا اعلان اور اقرار کرتے تھے اور مشرکین کے مذہب سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے تھے مثلاً وہ کون سے لوگ تھے؟ قُسّ بن ساعِدۃالایاوی ، اُمَیَّہ بن ابی الصَّلْت ، سُوْید بن عُمرو ، وکیع بن سَعَمہ ، عُمرو بن جُندُب ، ابو قیس صَرمہ ، زید بن عُمرو بن نُفَیل ، ورقہ بن نَوفَل ، عثمان بن الحُوَیرِث ، عبیداللہ بن جَحش ، عامِر بن الظَّرب العَدْوانی ، عَلّاف ، المُتَلَمِسّ بن اُمَیّۃ ، زُہَیر بن ابی سَلْمیٰ ، خالَد بن سِنان ، العَبُسی ، عبداللہ القُضَاعِی تو تقریباً میں نے آپ کو 16 نام بتائے ہیں اور لوگ ان کو **حُنَفَاء** کے نام سے یاد کرتے تھے اس کے علاوہ بھی کئی لوگ تھے اور ویسے بھی کہتے ہیں کہ 4 یا 5 صدی عیسویں میں جو آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں کچھ کتبات ملے ہیں تو ان پر بھی جو چیز لکھی تھی کیا تھی ؟یہ لکھا ہوا تھا کہ(**رَبُّ السَّمَاۤءِ وَالاَرض)** یہ لکھاہوا ملا ہے یا پھریہ معبد **(الٰہ ذو سَموی)** یعنی **الٰہ السماء** کی عبارت لکھی بھی ملی ہے یا پھر **(بسْم الالٰہ لَا عِزَّ اِلَّا لَہ لَا شُکرَ اِلَّا لَہ)** کے الفاظ لکھے ہوے ملے ہیں تو گویا کہ پہلے انبیاء کی جو تعلیمات تھیں وہ مٹ نہیں گئیں تو یہ باتیں کافی تھیں ان کو یاد دلانے کے لئے اور یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ تاکہ آپ ﷺ ایک ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا اور شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں تو یہاں پر کیا بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ رسول ﷺ کی آمد ہدایت کا ذریعہ ہے اور رسول ﷺ کا اسوۂ کیا ہے؟ ہدایت۔ اسی طرح قرآن مجید جو نازل ہوا وہ اس لئے تھوڑی نازل ہوا کہ مجھے اور آپ کو مشکلات میں ڈال دے جیسے بعض لوگ قرآنی جماعتوں میں نہیں آتے کہ پھر پتہ چل جائے گا تو پھر مشکل ہوگی تو اصل بات کیا ہے کہ قرآن مجید ہو یا رسول اللہ ﷺ کی ذات ہو تو اللہ تعالی نے **نَذِیرٍ لِتُنْذِرَ** ڈرانے کیلئے بھیجا محبت کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیار کے ساتھ تاکہ لوگ اپنی جو زندگی ہے اس کے زاویے بدلیں تاکہ لوگ عمل کرنے لگیں تو پھر ہمیں کرنا کیا ہے رسول اللہ ﷺ جو تھے کیا تھا ان کا حال

کہ وہ آئے اور آئے بھی قرآن لیے ہوئے
تنظیم کائنات کا سامان لیے ہوئے
نکلا حرا کے غار سے وہ نازشِ مسیح

سارے جہاں کے درد کا درماں لیے ہوئے
ﷺ اور ہمیں کیا کرنا ہے
ہے جو تُمھارے نبیؐ نے دِیے ہیں تُمھیں
اُن اصولوں سے آرائشِ جاں کرو
راستے کا اندھیرا بھی چھٹ جائے گا
دیدہ و دِل تو اپنے فروزاں کرو
پھر سجانا، دِیے تم درو بام پر
اپنے سِینوں میں پہلے چراغاں کرو
بُو ہر اِک سانّس سے آئے ایمان کی
ہر مُسلماں ہو تصویر قُرآن کی

تو ہونا کیا چاہیے کہ قرآن مجید اور رسول اللّٰہ ﷺ کی جو سیرت ہے ان سے ہم اپنی زندگی کے اندھیرے دور کریں اہل مکہ کو تنبیہہ کی جارہی ہے کہ انہوں نے رسول ﷺ **کا** انکار کیا اور قرآن کا انکار کیا تو رسول ﷺ **کا** انکار اللہ کا انکار ہے قرآن کا انکار اللّٰہ کا انکار ہے تو آج مسلمانوں کو اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کہاں پر کھڑے ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں ؟

آیت نمبر 4۔ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ

ترجمہ۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں 6 دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا، اُس کے سوا نہ تمہارا کوئی حامی و مدد گار ہے اور نہ کوئی اُس کے آگے سفارش کرنے والا، پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ پھر اس کے بعد وہ جلوہ فرما ہوا عرش پر۔ آپ دیکھ لیجئے کہ آیت نمبر 4 ہے اس میں درمیان میں کر کے آتا ہے **ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** تو اس کا آغاز کیسے ہوتا ہے **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ** وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو اللّٰہ کون ہے؟ خالق اہل مکہ اللہ کو خالق تو مانتے تھے آسمان اور زمین کا پھر اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّام** اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کو چھ دنوں میں پیدا کیا **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** اللّٰہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو **وَمَا بَيْنَهُمَا** اور جو ان دونوں کے درمیان ہے دونوں سے مراد کیا ہے؟ آسمان اور زمین جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کتنے عرصے میں پیدا کیا **فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ** 6 دن میں تو یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ خالق ہے اور اللّٰہ نے جو آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اس کو پیدا کرنے میں اللّٰہ کو زیادہ دیر نہیں لگی صرف 6 دن اور ان 6 دنوں کو میں اور آپ اپنے دن شمار نہ کریں کیونکہ اس کی کیفیت اس کا اندازہ اللّٰہ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے **ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** پھر اس کے بعد وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا اس کے کیا معنی ہیں؟ کہ اس کے بعد اللہ رب العزت کی ذات جو ہے اس نے کیا کیا وہ عرش پر قائم ہوا اب آپ دیکھئے کہ یہ مضمون آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں سورۃ الاعراف میں آپ نے اس کو پڑھا اور آیت الکرسی کو آپ دیکھ لیں اور قرآن میں جگہ جگہ یہ مضمون آتا ہے دہرانے کا مقصد کیا ہے اللّٰہ کے کمالِ قدرت اور اس کی کاریگری کے جو عجائبات ہیں اس کا ذکر کرنے کا مقصد کیا ہے کہ لوگ قرآن کو سنیں اور رسول پر ایمان لائیں اور **ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** امام مالک رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ **اسْتَوَىٰ** کی

کیفیت کیا ہے؟ یہ میں آپ کو پہلے بتا چکی ہوں آپ اس کو یاد کر لیں آپ نے اس کا جواب دیا تھا**اسْتَوَىٰ** معلوم ہے **کیف** مجہول ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ قرآن کی آیتیں دو طرح کی ہیں کچھ محکمات ہیں اور کچھ متشابہات ہیں۔ یہ متشابہات میں سے ہیں تو کہا کہ **اسْتَوَىٰ** معلوم ہے بس اللہ نے یہ کہا کہ **اسْتَوَىٰ** اب اللہ ہی اس کی کیفیت جانتا ہے **اسْتَوَىٰ** معلوم ہے **کیف** سے مراد کیفیت مجہول ہے مجہول پتہ نہیں ہے کہ کیسی ہے کس طرح ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے تو سوال نہیں کرنا چاہیے **مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ** ۚ پھر کیا ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے **دُونِهِ** کے معنی سوا کے بھی ہے اور مقابل یہ دونوں کا مفہوم دیتا ہے یہ لفظ **دُونِهِ** آپ کو پتہ ہے ذوی الاضداد میں سے ہے کبھی اوپر کبھی نیچے کبھی آگے کبھی پیچھے مختلف معنی دیتا ہے نا تو یہاں پہ کیا ہے؟ اس کے سوا کوئی نہیں ہے کون **وَلِيٍّ** ولی کہتے ہیں دوست کو اور شد آئی ہے تو اس کے سوا کوئی دوست نہیں ہے کوئی مددگار نہیں ہے کوئی حمایتی نہیں ہے اللہ کے سوا **وَلَا شَفِيعٍ** اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے (ش ف ع) ان کے معنی کیا ہوتے ہیں دو چیزوں کو ملانا جوڑا بنانا کسی کی رائے سے اپنی رائے ملانا تو **وَتْر** ہوتا ہے ایک، اور **شَفْع** ہوتا ہے جوڑا تو اب کیا ہے کہ اس کے ساتھ اس کے آگے کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہے تو اہل مکہ کیا کر رہے تھے وہ اللہ کو زمین اور آسمان کا خالق تو مانتے تھے لیکن پھر کیا کرتے تھے کہ یہ عظیم الشان جو کائنات ہے اس میں اوروں کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ جب خالق اکیلا وہ ہے پھر پیدا کر کے وہ کہیں چلا نہیں گیا کیونکہ یہودی کیا سمجھتے تھے کہ 6 دن میں اللہ نے آسمان زمین کو پیدا کیا پھر اس کے بعد ساتویں دن اس نے آرام کیا تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ 6 دن میں پیدا کرنے کے بعد وہ کوئی بیٹھ نہیں گیا پھر وہ حکومت کر رہا ہے پھر اس نے کائنات کی بھاگ دوڑ کو سنبھالا **أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ** پھر کیا تم ہوش میں نہیں آوگے؟ اے غیر اللہ کے پجاریوں اے دوسروں پر بھروسہ کرنے والوں کیا پھر تم شرک کرنے سے باز نہیں آؤگے؟ کیا تم نصیحت کو قبول نہیں کروگے؟ تو کائنات اتفاقی حادثہ کے طور پر ظہور میں نہیں آئی اللہ تعالیٰ اس کا خالق ہے **ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** کے معنی کیا ہیں؟ اس کا انتظام براہ راست اللہ خود کر رہا ہے اور جب براہ راست اللہ انتظام کر رہا ہے تو پھر اس کا نتیجہ کیا ہے ؟ **مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ** لازمی نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ جب سارے کاموں کی ،امور کی بھاگ اللہ کے ہاتھ میں ہے تو سب کی پیشی بھی اس کے سامنے ہونی ہے سارے معاملات کا وہ فیصلہ کرے گا کوئی انسان کسی کی مدد نہیں کر سکتا کوئی سفارشی نہیں ہوگا تو معنی کیا ہیں ؟ نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی شفیع اس کی نفی کر دی۔ **يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ** وہ کیا کرتا ہے؟ **يُدَبِّرُ** تدبیر کرتا ہے تدبیر کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ کسی معاملے کے انجام، نتیجے پر نظر رکھتے ہوئے غور و فکر کرنا دبر سے ہے نا، دبر پیٹھ کو کہتے ہیں تو تدبیر کیا ہے؟ اب جیسے پیٹھ پیچھے ہیں نا تو تدبیر کیا ہے کہ کسی بھی کام کو جب آپ شروع کرتی ہیں تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس پر نظر رکھتے ہوئے غور و فکر کرنا اس کے بارے میں منصوبہ بندی کرنا، اس کے بارے میں سوچنا تو اللہ تعالیٰ یہاں پر بتا رہےہیں کہ آسمان سے لے کر زمین تک جتنے بھی کام ہیں جتنے امور ہیں ان کی منصوبہ بندی ان کی تدبیر اللہ ہی کرتا ہے اور کیسے کرتا ہے؟ اللہ جو بھی کرتا ہے اس کے انجام کی بھی تدبیر کرتا ہے مثلاً آپ نے کلاس میں داخلہ کیوں لیا؟ آپ نے ڈرائیونگ لائسنس کیوں لیا؟ شادی کیوں کی؟ آپ کوئی کاروبار کرتی ہیں آپ سوچتی ہیں اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ آپ یہاں کیوں آئے؟ کینیڈا میں کیوں آئے؟ آپ کوئی بھی کام کرتی ہیں ایسے تو نہیں بغیرسوچے سمجھے کر لیتیں ایسے ہی کسی سے دوستی نہیں کر لیتیں ایسے ہی کسی کی گاڑی میں نہیں بیٹھ جاتیں کسی کو اپنی گاڑی میں نہیں بٹھا لیتیں اب برفباری کے دن ہیں آپ نے بہت سا نمک خرید کر گھر میں رکھا ہوا ہے آپ نمک ڈالتی ہیں

برفباری ہونے سے پہلے کیوں؟ برفباری سے پہلے آپ تدبیر کر رہی ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ مجھے کیا کرنا ہے؟ سردیوں سے پہلے آپ سردیوں کا انتظام کرتی ہیں کھانے پینے میں بھی آپ اچھی چیزوں کا، مختلف چیزوں کا استعمال کرتی ہیں گرمیوں میں مختلف سردیوں میں مختلف کچھ چیزیں ایک جیسی ہی ہوتی ہیں تو معنی اس کے کیا ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ جو کائنات کا خالق ہے مالک ہے اور جو اس کی حکومت کر رہا ہے ایسا ہی نہیں بلکہ کیا ہے

آیت نمبر 5۔ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ
ترجمہ۔ وہ آسمان سے زمین تک دُنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس تدبیر کی روداد اُوپر اُس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وہ آسمان سے زمین تک اوپر کی دنیا میں بھی اور نیچے کی دنیا میں بھی دنیا کے جتنے معاملات ہیں اس کی وہ تدبیر کرتا ہے پھر اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ اللہ رب العزت کی ذات اتنی خوبصورت ذات ہے اتنی بہترین ذات ہے کہ وہ سارے کاموں کی تدبیر کرتی ہے تو اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی دراصل یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات جو بنائی تو اس کو بنا کر چھوڑ نہیں دے گا آسمان سے (جہاں اللہ کا عرش ہے لوح محفوظ ہے)اللہ تدبیر کرتا ہےاور زمین تک اس کی تدبیر کے اثرات پہنچتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟ اوپر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر جتنے احکامات نازل کیئے ہیں ،لوح محفوظ میں جو چیزیں محفوظ ہیں ہر ایک کے بارے میں کب تک یہ کائنات ہے؟ کتنے لوگ دنیا میں آئیں گے؟ کتنا جئیں گے؟ کتنا کھائیں گے؟ کیا کریں گے؟ کیسے موت آئے گی۔ جو کچھ بھی ہے تو یہ جو بھی امور ہیں جب آسمان میں لوح محفوظ میں موجود ہیں تو زمین پر اللہ ان کو نازل کرتا ہے زمین پر ان کا نفاذ ہوتا ہے موت زندگی صحت بیماری کسی کو عطا کرتا ہے کسی کو منع کرتا ہے کوئی امیر ہے کوئی فقیر ہے کہیں جنگ ہو رہی ہے کہیں صلح ہے کہیں عزت ہے کہیں ذلت ہے تو مطلب کیا ہے؟ کہ عرش کے اوپر سے اپنی تقدیر کے مطابق یہ تدبیریں کرتا ہے تصرفات کرتا ہے **ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ** پھر اس کے حضور جاتی ہیں **يَعْرُجُ** (ع ر ج) سے ہے عروج بھی اسی سے ہے **معارج** سیڑیاں، زینہ تو معنی کیا ہیں؟ اس کے پھر کیا ہوتا ہے؟ چڑھ جاتا ہے اس کی طرف **ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ** پھر اس کی طرف چڑھ جاتا ہے **فِي يَوْمٍ** ایک دن میں اور وہ دن کیسا ہے؟ ایک دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے **كَانَ مِقْدَارُهُ** اور اس دن کی مقدار کتنی ہے؟ **أَلْفَ سَنَةٍ** 1000 سال **مِمَّا تَعُدُّونَ** جو تم گنتی کرتے ہو تمہاری گنتی کے 1000 سال اس کا ایک دن ہے یہاں یہ اس کے معنی کیا ہیں کہ تمہارے نزدیک جو 1000 سال کی تاریخ ہے وہ اللہ تعالی کے ہاں گویا ایک دن کا کام ہے ایک دن میں اللہ اپنا لائحۂ عمل فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہے اور پھر ہوتا کیا ہے؟ آپ کو پتہ ہے نا کہ صبح اور شام کے فرشتے جو ہیں ان کا آپس میں تبادلہ ہوتا ہے وہ اوپر جاتے بھی ہیں اور اوپر سے نیچے آتے بھی ہیں جیسے آپ دیکھئے کہ اللہ رب العزت اور کیا فرماتے ہیں مثلا سورت الحج میں کہا **وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ (47)** تو یہاں یہ کیا کہا تمہارے رب کے ہاں کا ایک دن تم لوگوں کے شمار سے 1000 سال کا ہوا کرتا ہے یہاں تو یہ بات کہی اب سورت المعارج میں کیا کہا **سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ (1) لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (2) مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ (3) تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (4)** وہاں یہ کیا کہا پچاس ہزار سال۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو بڑے درجوں والا ہے درجہ بہ درجہ کام کرتا ہے چڑھتے ہیں اس کی طرف فرشتے اور روح ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اب وہاں یہ ایک ہزار سال نہیں پچاس ہزار کہا

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا (5) إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا (6) وَنَرَاهُ قَرِيبًا (7) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک جگہ 1000 کہا اور دوسری جگہ 50000 سال کہا اور پھر اس میں آپس میں **تطبیق** (مطابقت) کیسے کریں گے ان میں آپس میں تعلق کیسے قائم کریں گے تو اصل بات کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارا جو شمار ہے وہ اللہ کے شمار سے مختلف ہے تو ایسا نہیں ہے کہ ایک جگہ 1000 کہا تو دوسری جگہ 50000 سال تو اس میں کوئی تضاد ہے بلکہ جو بات اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں جو بات اللہ تعالیٰ سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہ باتیں کہ کب قیامت آئے گی یا اللہ تعالیٰ کی جو گنتی ہے جو اللہ کا حساب کتاب ہے یہ غیب کا علم ہے تمہیں تو اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہے تمہاری گنتی میں، تمہارے حساب کتاب میں اور اللہ کی تدبیر میں اللہ کے احکامات اور اللہ کے حساب کتاب میں بڑا فرق ہے جیسے اللہ جب چاہتا ہے جس طرح سے چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے تو یہ غیب کی باتیں ہیں اور غیب کی باتوں کے بارے میں تم کچھ بھی اندازہ نہیں کر سکتے تو **يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ** وہ آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس کی تدبیر کی روداد اوپر اس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے 1000 سال ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا بات بتا رہے ہیں کہ اللہ کے جو تخلیقی کارنامے ہیں یا کائنات کی جو تدبیر ہے یا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو بھی خبر یا حکم دیئے ہوئے ہیں اس کا ظاہر اس کا باطن زمین کے اندر یا آسمان کے اوپر ہے تو یہ انسانوں کا حساب کتاب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حساب کتاب ہے اور اہل دنیا کے حساب کے مطابق اگر 1000 سال کی مدت ہو یا پھر 50000 سال کی مدت ہو تو اللہ کے ہاں کا تو ایک دن ہے تو بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ 1000 سال کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ایسے کام ہیں جو اللہ نے بس ابھی وہیں پہ رکھے ہیں اور نیچے تک پہنچنے میں ان کو 50000 سال لگتے ہیں تو بہرحال یہ غیب کی باتیں ہیں اللہ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ ان آیات کا اور اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو جو اصل بات ہے وہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت زیادہ جانتے ہیں اور اس کا جو سیدھا سادہ جواب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کا دن بڑا طویل ہے۔ اللہ کے ہاں کی گنتی ہماری گنتی سے بڑی مختلف ہے تو ہمیں اپنی معلومات پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالی کی جو معلومات ہیں اس پر یقین کرنا چاہئے تو اہل مکہ بار بار کہتے تھے **وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (25)** اس کا یہ مطلب یہاں پہ بتایا گیا ہے اور یہ بات بھی بتائی ہے کہ وہ قوم بڑی احمق ہے جو یہ سمجھے کہ اگر آج عذاب نہیں آیا تو کل آئے گا ہی نہیں دن مہینے اور سال کیا چیز ہے انسانوں کی صدیاں بھی اللہ کے ہاں کوئی بڑی مدت نہیں ہے کہ اگر قیامت نہیں آتی اگر گناہ کرنے پر سزا نہیں ملتی اگر رسول اور قرآن کو جھٹلانے پر عذاب نہیں آتا تو پھر ان کی پکڑ ہی نہ ہو

آیت نمبر 6۔ ذٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

ترجمہ۔ وہی ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، زبردست، اور رحیم

ذٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ وہ ہی ہے اب یہاں پر اللہ تعالی کی صفات گنوائی گئیں ہیں اور چار صفات کا ذکر ہے پہلی کیا ہے 1- **عَالم** وہ جاننے والا ہے۔ عالم ہے اور اللہ کا علم کمال درجہ کا ہے۔ اللہ اس کا اختیار رکھتا ہے صرف ظاہر ہی نہیں باطن بھی جانتا ہے اوپر ہی نہیں نیچے بھی جانتا ہے آسمان زمین آگے پیچھے اول سے لے کر آخر تک سب کو جانتا ہے۔ **الْغَيْبِ** غیب کا مطلب کیا ہے پوشیدہ کا جاننے والا، **غَيْبِ** چھپی ہوئی چیز کو کہتے ہیں غیب تو بے شمار چیزیں ہیں فرشتے ہیں جن ہیں یا وہ لوگ جو دنیا سے چلے گئے ہم نہیں جانتے پہاڑوں کے اندر کیا ہے؟ بیابان میں کیا ہے؟ ہمارے گھر کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ بہت سے امور ہیں جنت جہنم کیسی ہے؟ ساری باتیں اللہ جانتا ہے2-**وَالشَّهَادَةِ** اور ظاہر کو جاننے والا ہے ظاہر کا جاننے کا کیا مطلب ہے؟ کہ ظاہری طور پر جو چیز عیاں ہے یا ظاہر

ہونے والی ہے جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ بھی اللہ جانتا ہے 3-**الْعَزِیزُ** عزیز کا مطلب کیا ہے غالب زبردست ہے وہ کائنات میں کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اللّٰہ کے ارادے پر مُزاحم (مزاحمت کرنا) ہو سکے اس کے حکم کو نافذ ہونے سے روک سکے اللّٰہ غالب ہے اور ہم مغلوب۔ عزیز عزت سے بھی ہے اللّٰہ عزت والا اور انسان کیا ہیں؟ اللّٰہ کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں ہے 4.**الرَّحِیمُ** رحیم کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک وہ عزیز ہے غالب اور قوت و قہر والا ہے لیکن اپنی مخلوق کے لئے وہ بڑا رحیم ہے اپنی مخلوق کے لئے وہ بڑا شفیق ہے تو یہاں پر اللّٰہ رب العزت کا تعارف کروایا گیا کہ جیسا علم اللّٰہ کے پاس ہے کہ غیب اور شہادت ،ظاہر اور باطن کا اور جو صفات اللّٰہ کی ہیں (وہ بندوں کے ساتھ جیسا چاہے معاملہ کرے) تو بندوں کو کیا کرنا چاہئے جب اللّٰہ عزیز بھی ہے اور رحیم بھی ہے تو اللّٰہ تعالی سے حسنِ ظن کریں اللّٰہ کو اپنا وکیل بنائیں اللّٰہ تعالی کی بندگی کریں اور توحید میں شرک نہ کریں اور ایک اللّٰہ کی بندگی پر راضی ہو جائیں جو ہستی اتنے بڑے بڑے کارنامے سر انجام دے سکتی ہے آسمان اور زمین کو بنانا اور ان کے درمیان کی ہر چیز کوئی چیز جب اللّٰہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے تو کیا پھر ضروری نہیں ہے کہ ہم اپنے آپ کو اللّٰہ کے سپرد کر دیں اور اللّٰہ تعالی کی بندگی کواپنی زندگی کا مقصد بنا لیں تو یہاں تک کا جو سبق ہے اس میں کیا ہے؟ کہ آیت نمبر 4 اور 5 اور 6 میں اللّٰہ تعالی نے دلائل دیئے ہیں کائنات سے اور پھر اس کے بعد توحید اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی آخرت کا عقیدہ ذہن نشین کروایا قرآن اور رسول اس پر ایمان لانے کی دعوت دی